بدنام زمانہ قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس قصبہ میں بھیجا گیا تھا۔ قصبہ میں پہنچتے ہی اس نے حجاموں کی دکانوں، ہوٹلوں، آڑھت گاہوں و دیگر پبلک مقامات پر بیٹھنا شروع کر دیا۔ وہ جہاں چار آدمی اکٹھے دیکھتا، قادیانیت کی بحث شروع کر دیتا۔ کسی قادیانی لڑکے کو بھیج کر سکول و کالج کے طلبا میں قادیانی لٹریچر تقسیم کرا دیتا۔ لوگ اس کی تخریبی کارروائیوں سے بہت تنگ تھے۔ اکا دکا مسلمان اس کی بحث میں دلچسپی بھی لینے لگے۔ وہ جگہ جگہ مسلمانوں سے مناظرے بھی کرتا پھرتا، جس سے یہ تشویش پیدا ہوئی کہ کہیں اس علاقے میں ارتداد نہ پھیل جائے۔ قصبہ کے چند حساس لوگوں نے ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ اس قادیانی مبلغ سے ایک فیصلہ کن مناظرہ کے لیے مناظر اسلام مولانا محمد علی جالندھری کو بلایا جائے، جس میں قادیانیت اور قادیانی مبلغ کو ایک عبرت ناک اور رسوا کن شکست دی جائے تاکہ اس علاقہ کے مسلمان قادیانیت اور قادیانی مبلغ جیسی لعنتوں سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

چنانچہ دو آدمیوں کا وفد فوری طور پر مولانا محمد علی جالندھری کو لینے کے لیے ملتان بھیج دیا گیا۔ دو دن بعد مناظر اسلام مولانا محمد علی جالندھری قصبہ میں تشریف لا چکے تھے۔ اگلے دن نماز عصر کے بعد مناظرے کا اعلان ہو گیا۔ قصبہ کے کھیل کے میدان میں ایک سٹیج لگا دیا گیا۔ مناظرے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے قصبے اور ارد گرد کے دیہات میں پھیل چکی تھی اور لوگ جوق در جوق مناظرہ سننے کے لیے آ رہے تھے۔ عصر کی نماز کے وقت میدان میں دور دور تک سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ عصر کی نماز مولانا محمد علی جالندھری کی امامت میں میدان ہی میں ادا کی گئی۔ نماز کے فوراً بعد اللہ دتہ جالندھری بھی قادیانیوں کی معیت میں مناظرہ کے لیے آ پہنچا۔

مولانا محمد علی جالندھری نے قادیانی کتابوں کا صندوق، جسے وہ ملتان سے اپنے ساتھ لائے تھے، منگوا کر سٹیج پر رکھ لیا۔ مناظرہ شروع ہوا۔ پاسبان ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لچھے دار اور پیچ دار گفتگو نہ خود کروں گا اور نہ اپنے حریف کو کرنے دوں گا۔ سیدھی سادی اور دو ٹوک گفتگو ہو گی۔ انہوں نے اللہ دتہ جالندھری کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم میرے چند سوالوں کا جواب دے دو گے تو میں تمہارے موقف کا قائل ہو جاؤں گا۔ انہوں نے پہلا سوال کرتے ہوئے کہا کہ نبی کا نام ہمیشہ مفرد ہوتا ہے،

جیسے آدم، نوح، یعقوب، شعیب، یوسف، دانیال، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ، محمدؐ۔۔۔ لیکن مرزا قادیانی کا نام ''غلام احمد قادیانی'' یعنی مرکب کیوں ہے؟

اللہ دتہ جالندھری آئیں بائیں شائیں کرنے لگا لیکن حاضرین نے اس کی کسی دلیل کو صحیح نہ مانا اور وہ زچ ہو کر نیچے بیٹھ گیا۔

مولانا محمد علی جالندھری نے اپنا دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا کہ کسی نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔ نبی کا استاد خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، جو اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی کے بہت سے استاد تھے، جن سے وہ سبق لیتا رہا اور کبھی کبھی سبق یاد نہ ہونے پر مرغا بھی بنتا رہا اور استاد کے ہاتھوں سے اس کی پٹائی بھی ہوتی رہی۔ انہوں نے کہا کہ نبی دنیا والوں کو علم سکھانے کے لیے آتا ہے، دنیا والوں سے علم سیکھنے کے لیے نہیں آتا۔ ہر نبی اپنے وقت میں علم کے سب سے اونچے منصب پر فائز ہوتا ہے۔ انہوں نے اللہ دتہ جالندھری کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ اگر تاریخ انبیاء میں کسی نبی کا کوئی استاد ہو تو بتاؤ، ورنہ ہمیں یہ بتاؤ کہ تمہارے مرزا کے استاد کیوں تھے؟

اس سوال پر اللہ دتہ جالندھری صرف بغلیں جھانک کر رہ گیا اور لوگوں نے اس پر کذاب کذاب کے آوازے کسے۔

مولانا محمد علی جالندھری نے تیسرا سوال کرتے ہوئے کہا کہ ہر نبی اپنے وقت میں سب سے حسین ہوتا تھا۔ دنیا کا کوئی انسان حسن و جمال میں نبی کا ہمسر نہیں ہو سکتا۔ اللہ دتہ جالندھری نے فوراً اس بات کی تائید کی، جس پر مولانا محمد علی جالندھری نے اپنے صندوق سے مرزا قادیانی کی درجنوں تصویریں نکال کر حاضرین میں تقسیم کر دیں اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ رہی مرزا قادیانی کی تصویر اور پھر اپنی گرجدار آواز میں کہا کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس مجمع کا ہر انسان مرزا قادیانی سے خوبصورت ہے، جس پر لوگوں نے بھرپور تائید سے جواب دیا ''بے شک، بے شک''۔

پھر مولانا نے اپنا روئے سخن اللہ دتہ جالندھری کی طرف پھیرتے ہوئے کہا ''اللہ دتہ! اللہ کو حاضر ناظر جان کر بتا کہ کیا تو اس سے خوبصورت نہیں اور یقیناً تو خوبصورت ہے، تو پھر یہ تیرا نبی کیسے؟''

اللہ دتہ جالندھری پر اوس پڑ گئی اور وہ سردی میں ٹھٹھرے سانپ کی طرح پتھر بن گیا۔

مولانا نے چوتھا سوال کرتے ہوئے اللہ دتہ جالندھری سے کہا ''بتاؤ مرزا قادیانی کی ذات

کیا تھی؟"

اللہ دتہ جالندھری نے جھٹ جواب دیا "مغل"۔

مولانا اپنے شکار کو اپنے پھندے میں پھانس چکے تھے۔ انہوں نے فوراً قادیانی کتابوں سے عوام کو حوالہ جات دکھانے شروع کیے۔ انہوں نے کہا کہ دیکھئے مرزا قادیانی اپنی کتاب "کتاب البریہ" کے صفحہ ۱۳۴ پر اپنی قومیت برلاس (مغل) لکھی ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ کے حاشیہ پر لکھتا ہے:

"میرے الہامات کی رو سے ہمارے آباء اولین فارسی تھے"۔

اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے:

"میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی"۔

اپنی تصنیف "تحفہ گولڑویہ" کے صفحہ ۴۰ پر لکھتا ہے:

"میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب آئے تھے"۔

اپنی کتاب "نزول مسیح" کے صفحہ ۵۰ پر لکھتا ہے:

"بنی فاطمہ سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں"۔

پھر ہندو ہونے کا اعلان کرتا ہے:

"کرشن میں ہی ہوں"۔ ("تذکرہ" ص ۳۸۱)

پھر سکھ ہونے کا اعلان کرتا ہے:

"امین الملک جے سنگھ بہادر"۔ ("تذکرہ" ص ۴۷۲)

پھر انہوں نے عوام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ کیا آپ نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس کی اتنی ذاتیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص اپنی ذات کے بارے میں اتنے جھوٹ بول سکتا ہے' وہ اپنی شخصیت کے بارے میں کتنے جھوٹ بولتا ہوگا اور اتنے جھوٹے شخص کو نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی کوئی شرم نہ آتی ہوگی۔ مولانا کے تابڑ توڑ حملوں سے اللہ دتہ سٹیج پر ساکت و جامد بیٹھا تھا' جیسے اس کے منہ میں زبان نہ ہو' جیسے اس میں بولنے کی سکت نہ ہو۔ مولانا محمد علی جالندھری نے اپنا پانچواں سوال کرتے ہوئے کہا:

"نبی شریف انسان ہوتا ہے۔ وہ شرم و حیا اور شرافت کا پیکر ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ چراغ بن کر معاشرے میں

ایمان کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے جملے بادِ خوشبو بن کر دنیا کو معطر کرتے ہیں۔ کسی نبی کے منہ سے بے ہودہ اور لچر گفتگو کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کائنات کا نظام زیر و زبر ہو سکتا ہے' لیکن کسی نبی کے منہ سے گالی نہیں نکل سکتی۔ مولانا نے اللہ دتہ سے پوچھا' کیوں بھئی یہ ٹھیک ہے؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر مولانا نے حاضرین مناظرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ مرزا قادیانی کے منہ سے ساری زندگی گالیوں کی برسات لگی رہی۔ اس نے وہ گالیاں بکی ہیں کہ ابھی تک انسانیت دم بخود ہے' حیا سر پیٹ رہی ہے' شرافت منہ چھپائے بیٹھی ہے اور اخلاق کا دامن تار تار ہے۔ پھر مولانا نے عقاب کی پھرتی سے صندوق میں ہاتھ ڈالا اور مرزا قادیانی کی بہت سی کتابیں نکال کر سٹیج پر رکھ لیں اور عوام کو مرزا قادیانی کی گالیوں کے حوالے سنانے شروع کیے۔ مجمع سے بار بار "لعنت لعنت" کی صدا بلند ہوتی۔ مولانا نے قادیانی کتب سے جو حوالے پیش کیے' وہ مندرجہ ذیل ہیں:

"جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف و گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے' وہیں داخل ہو جاتے ہیں"۔ ("حیات احمد" جلد اول' نمبر ۳' ص ۲۵)

"آریوں کا پرمیشر (خدا) ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں"۔ ("چشمہ معرفت" ص ۱۱۶)

"خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی"۔ ("تتمہ حقیقت الوحی" ص ۱۳)

"سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے"۔ ("تتمہ حقیقت الوحی" ص ۱۴)

"ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زناکار کنجریوں کی اولاد' جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے' وہ مجھے قبول نہیں کرتے"۔ ("آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۷)

"عبدالحق کو پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب

تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا"۔ ("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۲۷)

پھر مولانا نے اللہ دتہ کی طرف پلٹتے ہوئے اس سے جواب مانگا تو وہ لبوں پر مہر سکوت لگائے بیٹھا تھا۔ مولانا کے پیہم حملوں نے اس سے قوت گویائی چھین لی تھی' اس کے سر سے دماغ نوچ لیا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہاں پر اللہ دتہ نہیں' اللہ دتہ کا بت پڑا ہو--- اس کی مکمل خاموشی اس کی شکست کا اعلان کر رہی تھی۔ چند سیکنڈ کے توقف کے بعد فضا نعرۂ تکبیر--- اللہ اکبر سے گونج اٹھی۔

عوام فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔

نعرۂ تکبیر ------ اللہ اکبر

تاجدارِ ختم نبوت ------ زندہ باد

تاج و تخت ختم نبوت ------ زندہ باد

شہیدان ختم نبوت ------ زندہ باد

مجاہدین ختم نبوت ------ زندہ باد

مولانا محمد علی جالندھری ------ زندہ باد

حق جیت گیا' باطل ہار گیا۔ مجاہدین ختم نبوت سرفراز ہوئے' کفر سرنگوں ہوا۔ اسلام کا بول بالا ہوا' قادیانیت کا منہ کالا ہوا۔ مسلمانوں کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے اور وجد و کیف میں مسلمانوں نے وہ نعرہ بازی کی کہ سارا قصبہ گونج اٹھا۔ ادھر قادیانی اللہ دتہ جالندھری کو لیے یوں چلے جا رہے تھے جیسے اللہ دتہ کا جنازہ لیے جا رہے ہوں۔

فاتح قادیانیت مولانا محمد علی جالندھری جب اگلے دن قصبہ سے ملتان روانہ ہونے لگے تو وہ انتہائی عقیدت و محبت سے مولانا کو سٹیشن تک چھوڑنے کے لیے آئے اور مولانا کو رخصت کرتے وقت ان کی آنکھوں سے آنسو امڈ آئے۔ گارڈ نے سیٹی بجائی اور مولانا گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب مولانا گاڑی میں سوار ہو رہے تھے تو اچانک ان کی نظر اللہ دتہ پر پڑی' جو اس گاڑی میں ان سے اگلے ڈبے میں سوار ہو رہا تھا۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئی۔ سٹیشن پر کھڑے لوگوں نے پرنم آنکھوں کے ساتھ اپنے محسن کو الوداع کہا۔

تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد جب گاڑی اگلے سٹیشن پر رکی تو مولانا اپنے ڈبے سے اترے اور اگلے ڈبے میں اللہ دتہ کے پاس چلے گئے اور اس کے ساتھ خالی نشست پر بیٹھ

گئے۔ اللہ دتہ چونک اٹھا۔ مولانا نے اس سے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں' میں تم سے ایک انتہائی ضروری بات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اس وقت ہماری گفتگو تیرے میرے سوا کوئی نہیں سن رہا۔

"اللہ دتہ! تم ایک پڑھے لکھے اور سمجھدار آدمی ہو۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور جہنم کی آگ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر بتانا' کیا مرزا قادیانی اللہ کا نبی تھا؟" مولانا نے پوچھا۔

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "کیا وہ مسیح موعود تھا؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "کیا وہ امام مہدی تھا؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "کیا اس پر وحی اترتی تھی؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔ (ہنس کر)

مولانا: "کیا اس کی بیوی ام المومنین اور کیا اس کے ساتھی صحابہ تھے؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "کیا بہشتی مقبرے کا بہشت سے کوئی تعلق ہے؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "کیا موجودہ قادیانی خلافت کا اسلام سے کوئی تعلق ہے؟"

اللہ دتہ: "نہیں"۔

مولانا: "تو پھر تم کیوں قادیانیت کے پیروکار ہو اور کیوں اللہ کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہو؟"

اللہ دتہ: "مولانا' مجھے اس کام کے پانچ ہزار روپے ماہوار ملتے ہیں۔۔۔ آپ مجھے دس ہزار دے دیں' میں آپ کی طرف آجاتا ہوں" اللہ دتہ نے ایک زوردار شیطانی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ اور مولانا محمد علی جالندھری انگشت بدنداں رہ گئے۔